فاضلِ بریلوی کا حافظہ

ایک تحقیقی جائزہ

تألیف : انوار احمد

انجمنِ ارشاد المسلمین
۶ - بی شاداب کالونی ، حمید نظامی روڈ ۔ لاہور

سلسلۂ مطبوعات ۲۶

نام کتاب .... فاضل بریلوی کا حافظہ، ایک تحقیقی جائزہ
مرتب .... انوار احمد
کل صفحات ۱۲۸
تاریخ طباعت .... شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ، مئی ۱۹۸۳ء
پریس ....
ناشر .... انجمن ارشاد المسلمین - ۶ بی شاداب کالونی لاہور
تعداد .... ایک ہزار
قیمت .... ۱۵ روپے

ملنے کے پتے

○

(۱) المکتبۃ المدنیہ .... ۱۷- اردو بازار، لاہور
(۲) مکتبہ قاسمیہ .... ۱۷- اردو بازار، لاہور
(۳) پاک اکیڈمی .... دکان نمبر ۲۲- جامع مسجد باب الاسلام آرام باغ کراچی
(۴) مدرسہ عربیہ حفظ القرآن .... سرکلر روڈ کہروڑ پکا، ضلع ملتان

فہرست

قرآن پاک بھی صحیح طور پر یاد نہ تھا

احادیث بیان کرنے میں سہو و نسیان کے چند نمونے

فاضل بریلوی کو فقہی حوالے بھی صحیح طور پر یاد نہ تھے

احادیث

بیان کرنے میں سہو ونسیان کے چند نمونے

(۱)

ایک ہی حدیث میں سات غلطیاں

احمد رضا خان صاحب سے عرض کیا گیا۔

" حضور ! صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ قبل قبولِ اسلام کیا مذہب رکھتے تھے؟
موصوف نے جواب دیا۔

" صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کبھی بت کو سجدہ نہ کیا۔ چار برس کی عمر میں آپ کے باپ بت خانہ میں لے گئے اور کہا ھٰؤلاءِ الھتك الشم العلی فاسجد لھم یہ ہیں تمہارے بلند و بالا خدا، انہیں سجدہ کرو۔ جب آپ بت کے سامنے تشریف لیگئے فرمایا۔ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے، میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے، میں پتھر مارتا ہوں، اگر خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا۔ وہ بت بھلا کیا جواب دیتا۔ آپ نے ایک پتھر اس کے مارا، جس کے لگتے ہی وہ گر پڑا اور قوت خدا داد کی تاب نہ لا سکا۔ باپ نے یہ حالت دیکھی، انہیں غصہ آیا۔ انھوں نے ایک تھپڑ رخسارِ مبارک پر مارا، اور وہاں سے آپ کی ماں کے پاس لائے۔ سارا واقعہ بیان کیا۔

ماں نے کہا، اسے اسکے حال پر چھوڑ دو۔ جب یہ پیدا ہوا تھا تو غیب سے آواز آئی تھی کہ یا امۃ اللہ بالتحقیق الخ "

چند سطر کے بعد ہے۔

" یہ روایت صدیق اکبر نے خود مجلس اقدس میں بیان کی۔ جب یہ بیان کر چکے۔ جبرئیل امین حاضرِ بارگاہ ہوئے (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور عرض کی صَدَقَ ابوبکر وھو الصّدیق ابوبکر نے سچ کہا اور وہ صدیق ہیں۔

یہ حدیث "عوالی الفرش الی معالی العرش" میں ہے اور اس سے امام احمد قسطلانی رحؒ نے شرح صحیح بخاری میں ذکر کی " لہ

چونکہ قسطلانی شرح صحیح بخاری سے پوری عربی عبارت نقل کرنے میں طوالت پیدا ہو جائے گی۔ اس لئے ہم صرف وہ فرق یہاں بیان کئے دیتے ہیں جو اصل اور احمد رضا خان صاحب کی روایت میں ہیں۔ جو حضرات اصل عربی عبارت دیکھنا چاہیں وہ " قسطلانی " شرح صحیح بخاری جلد ششم ص ۱۸۷ و ۱۸۸ ملاحظہ فرمالیں۔ اصل اور موصوف کے بیان میں مندرجہ ذیل فرق ہیں۔

— ا : خان صاحب فرماتے ہیں کہ

" چار برس کی عمر میں آپ کے باپ بت خانہ میں لے گئے "

اصل کتاب میں چار برس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ ان کا وہم اور ان کی " قوتِ حافظہ " کا کرشمہ ہے۔

— ب : خان صاحب بریلوی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے والدِ ماجد کے یہ الفاظ نقل فرماتے ہیں۔

" ھٰؤلاء الھتك الشم العلی فاسجد لھم "

لہ محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ حصہ اوّل ؛ ص ۱۱ و ۱۲۔

حالانکہ اصل میں ان کے الفاظ اس طرح مذکور ہیں۔

"هٰذه الهتك الشم العلى فاسجد لها"

احمد رضا خان صاحب نے لفظِ "هٰذهٖ" کو "هٰؤلاءِ" اور لفظِ "لها" کو "لهم" سے بدل دیا

ج: خان صاحب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے والد کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ

"انہیں غصہ آیا، انہوں نے ایک تھپڑ رخسار مبارک پر مارا"

حالانکہ اصل میں "رخسار مبارک" پر تھپڑ مارنے کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔ یہ سب موصوف کی "قوتِ حافظہ" کی کرشمہ سازیاں ہیں۔

د: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی والدہ کو غیب سے جو آواز آئی اس کا پہلا جملہ احمد رضا خان صاحب یوں نقل کرتے ہیں۔

"یا أمة الله بالتحقیق ابشری بالولد العتیق"

جب کہ اصل میں "بالتحقیق" نہیں ہے۔ بلکہ "علی التحقیق" ہے

ھ: خان صاحب بریلوی حضرت جبرئیلِ امین کا قول باین الفاظ نقل کرتے ہیں۔

"صدق ابوبکر وهو الصدیق"

حالانکہ اصل میں حضرت جبرئیل امین کے کلام کے اندر "وهو الصدیق" کا جملہ سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ یہ بھی ان کی "قوتِ حافظہ" کا ایک کرشمہ ہے۔

و: بانیٔ فرقہ بریلویہ، نے کتاب کا نام "عوالی الغرش الی معالی العرش" ذکر کیا ہے۔ کتاب، کا نام تک صحیح یاد نہ رہنا ان کے چودہ سو سالہ تمام کتب متداولہ وغیر متداولہ کو حفظ کرنے والی "قوتِ حافظہ" کو بخوبی

طشت ازبام کر رہا ہے۔ اس کتاب کا اصل نام

" معالی الفرش الی عوالی العرش "

ہے۔ لیکن خان صاحب بریلوی نے اپنے " سوءِ حافظہ " کے باعث " معالی " کی جگہ " عوالی " اور " عوالی " کی جگہ " معالی " ذکر کر دیا ہے۔

(۱۲)

حدیث " ابرادِ ظہر " میں دو غلطیاں

ایک بار مولوی امجد علی صاحب نے احمد رضا خاں صاحب سے عرض کیا۔

" ظہر میں تاخیر، گرمی کے زمانہ میں مستحب ہے۔ اس قدر کہ شدت حر جاتی رہے جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہوا

" ابردوا بالظهر فان شدة الحر من فيح جهنم "

ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو، کہ گرمی کی سختی جہنم کی سانس سے ہے "

موصوف نے جواباً ارشاد فرمایا۔

" ہاں ایک مثل تک تو ہرگز شدت میں کمی نہیں ہوتی۔ یہ اعلیٰ درجہ کی حدیث صحیح امام (ابو حنیفہ رحمہ اللہ ۔ ناقل) کی اعلیٰ دلیل ہے۔ اور اسے واضح تر کر دیا بخاری کی حدیث ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہ ایک منزل میں تشریف فرما تھے۔ مؤذن اذان کہنے کو حاضر بارگاہ ہوئے۔ فرمایا " اَبْرِدْ "، وقت ٹھنڈا کرو۔ پھر دیر کے بعد حاضر ہوئے فرمایا " اَبْرِدْ "، وقت ٹھنڈا کرو۔ پھر دیر کے بعد حاضر ہوئے فرمایا " اَبْرِدْ "، وقت ٹھنڈا کرو۔ حتى ساوى الظلال التلول یہاں تک کہ ٹیلوں کے سائے ان کے برابر ہو گئے اس وقت

نماز ادا فرمائی "[1]

اب آپ بخاری شریف کی "حدیثِ ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ" ملاحظہ فرمائیں اور پھر احمد رضا خان صاحب کے بیان کا اس کے ساتھ موازنہ کر کے اصل اور موصوف کے بیان میں فرق معلوم کریں۔

"عن ابی ذر قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فاراد المؤذن ان یؤذن فقال لہ ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال لہ ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال لہ ابرد حتی ساوی الظل التلول فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان شدۃ الحر من فیح جہنم"[2]

ترجمہ

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ مؤذن نے اذان دینے کا ارادہ کیا، آپ نے اسے فرمایا (وقت) ٹھنڈا کرو۔ پھر اس نے اذان دینے کا ارادہ کیا، آپ نے اسے فرمایا (وقت) ٹھنڈا کرو۔ پھر اس نے اذان دینے کا ارادہ کیا، آپ نے اسے فرمایا (وقت) ٹھنڈا کرو۔ حتی کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا یقیناً گرمی کی شدت جہنم کے سانس سے ہے"

یہاں پر موصوف نے بخاری شریف کی روایت نقل کرنے میں سوءِ حافظہ کی بناء

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا خان: الملفوظ حصہ اوّل، ص ۳۳، ۳۴ مع حاشیہ۔

[2] محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، جلد اوّل: ص ۸۷، ۸۸۔

پر دو غلطیاں کردی ہیں۔

ا : احمد رضا خان صاحب بانی " فرقہ بریلویہ " نقل کرتے ہیں کہ۔

" مؤذن اذان کہہ کر حاضر بارگاہ ہوئے "

حالانکہ حدیث پاک کے الفاظ ہیں۔ " فاراد المؤذن ان یؤذن " یعنی

مؤذن نے اذان دینے کا ارادہ کیا۔

ب : بریلویوں کے " اعلیٰ حضرت " نے بحوالہ " بخاری شریف " راوی کے الفاظ

اس طرح نقل کئے ہیں۔

" حتی ساوی الظلال التلول "

حالانکہ آپ اصل حدیث شریف میں دیکھ چکے ہیں کہ راوی کے الفاظ وہ نہیں

ہیں جو موصوف نے نقل کئے ہیں بلکہ راوی کے الفاظ یہ ہیں۔

" حتی ساوی الظل التلول "

لیکن خان صاحب بریلوی نے " الظل " واحد کے صیغہ کو " الظلال "

جمع کے صیغہ سے بدل دیا۔ چونکہ انہوں نے اپنے نقل کردہ الفاظ کے مطابق ترجمہ بھی

ساتھ ہی کر دیا ہے یعنی

" یہاں تک کہ ٹیلوں کے سائے ان کے برابر ہو گئے "

اس لئے اسے کتابت کی غلطی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

یہاں سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ جو شخص برصغیر میں " وہابیت دشمنی " کا

سب سے بڑا پرچارک اور مبلغ ہونے کے باوجود وہابیوں (غیر مقلدوں) کے ساتھ

ایک اہم اختلافی مسئلہ میں " بخاری شریف " ایسی اہم اور مشہور کتاب کا حوالہ بھی

یاد نہیں رکھ سکتا تو وہ نسبتہً غیر اہم اور عام طور پر پیش نہ آنے والے مسائل اور علمی

باتیں کہاں تک یاد رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے ؟

(۱۳)

"بنورِ اللہ کی جگہ مِن نُورِ اللہ"

احمد رضا خان صاحب ایک حدیث شریف ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔

" اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر من نور الله "[1]

حالانکہ حدیث شریف کے اصل الفاظ اس طرح ہیں۔

" اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله "[2]

ترجمہ: مؤمن کی فراست سے بچو، کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

لیکن احمد رضا خان صاحب کی " قوتِ حافظہ " کی کارستانی ملاحظہ ہو کہ ایسی عام اور مشہور حدیث میں بھی اس نے لفظ " ب " کو " من " سے تبدیل کر دیا۔

(۱۴)

حدیثِ سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ میں چار غلطیاں

احمد رضا خان صاحب سے سوال کیا گیا کہ۔

" حضور (صلی اللہ علیہ وسلم۔ ناقل) کے زمانہ میں بھی تجدید بیعت ہوتی تھی؟

خان صاحب بریلوی نے جواب دیا۔

" خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے سلمہ ابن اکوع (رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ ناقل) سے ایک جلسہ میں تین بار بیعت لی۔ جہاد کو جا

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا خان: الملفوظ حصہ اول، ص ۱۰۸۔ [2] جلال الدین سیوطی، الجامع الصغیر من احادیث البشیر النذیر: جلد اول، ص ۹۔ وکنوز الحقائق بر حاشیہ جامع صغیر جلد اول، ص ۸۔

رہے تھے - پہلی بار فرمایا - سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بیعت کی تھوڑی دیر (بعد - ناقل) حضور (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم - ناقل) نے فرمایا - سلمہ! تم بیعت نہ کروگے؟ عرض کی حضور! ابھی کر چکا ہوں - فرمایا - والیضاً پھر بھی - انہوں نے پھر بیعت کی - اخیر میں جب سب حضرات بیعت سے فارغ ہوئے، پھر ارشاد ہوا، سلمہ! تم بیعت نہ کروگے؟ عرض کی یارسول اللہ میں دو بار بیعت کر چکا - فرمایا - والیضاً پھر بھی - غرض ایک جلسہ میں سلمہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہ - ناقل) سے تین بار بیعت لی ان پر تاکید بیعت میں راز یہ تھا کہ وہ ہمیشہ پیادہ جہاد فرمایا کرتے تھے اور مجمع کفار کا تنہا مقابلہ کرنا ان کے نزدیک کچھ نہ تھا -

ایک بار عبدالرحمن فاری کہ کافر تھا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آپڑا - چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا - اسے قرأت سے قاری نہ سمجھ لیں بلکہ قبیلۂ بنی قارہ سے - سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خبر ہوئی - پہاڑ پر جاکر ایک آواز تو دی کہ " یا صباحاہ " یعنی دشمن ہے - مگر اس کا انتظار نہ کیا کہ کسی نے سنی یا نہیں، کوئی آتا ہے یا نہیں؟ تنہا ان کافروں کا تعاقب کیا - وہ چار سو تھے اور یہ اکیلے - وہ سوار تھے اور یہ پیادہ - مگر نبوی مدد ان کے ساتھ - اس محمدی شیر کے سامنے سے انہیں بھاگتے ہی بنی - اب یہ تعاقب میں ہیں - اپنا رجز پڑھتے جاتے ہیں -

انا سلمة ابن الاکوع ✤ والیوم یوم الرُّضَّع

میں سلمہ ابن اکوع ہوں اور تمہاری ذلت و خواری کا دن ہے " [۱]

---

[۱] محمد مصطفیٰ رضاخان : الملفوظ، حصہ دوم، ص ۴۴، ۴۵ -

چونکہ موصوف نے اس کا حوالہ ذکر نہیں کیا ہے، اس لئے ہم ہی عرض کرتے ہیں۔ کہ یہ واقعہ "مسلم شریف" جلد دوم، ص ۱۱۳، ۱۱۴ پر تفصیلاً مذکور ہے۔ اصل عربی عبارت نقل کرنے میں چونکہ طوالت کا خوف ہے اس لئے ہم صرف ان اہم اختلافات کو ذکر کرنے پر ہی اکتفاء کرتے ہیں جو اصل اور احمد رضا خاں صاحب کے بیان کے درمیان پائے جاتے ہیں۔

ا : خاں صاحب بریلوی بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار بیعت لینے کے کچھ دیر بعد حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔

"سلمہ! تم بیعت نہ کروگے؟ عرض کی حضور! ابھی کر چکا ہوں۔"

حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بار استفہام نہیں فرمایا تھا بلکہ حکم دیا تھا کہ

بَایِعْ یَا سَلَمَۃُ، اے سلمہ بیعت کر۔

درحقیقت احمد رضا خاں صاحب کو دھوکا اس سے لگا کہ تیسری بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی ترغیب دیتے ہوئے استفہامی انداز میں ارشاد فرمایا تھا

"الا تبایعنی یاسلمۃ، اے سلمہ! تم میری بیعت نہیں کروگے؟"

لیکن احمد رضا خاں صاحب نے "قوتِ حافظہ" کی کمزوری کے باعث تیسری بار کا فرمایا ہوا جملہ، دوسری بار کا سمجھ لیا۔

ب : اس واقعہ کو بیان کرنے میں دوسری بہت بڑی اور سنگین غلطی احمد رضا خاں صاحب نے یہ کی کہ "حضرت عبد الرحمٰن قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کو کافر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر حملہ کرنے والا، اور ان کے محافظ کا قاتل قرار دے دیا۔ حالانکہ یہ ساری کاروائی عبد الرحمٰن فزاری کی تھی۔ چنانچہ حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

"فلما أصبحنا اذا عبد الرحمٰن الفزاری قد اغار"

جب ہم نے صبح کی تو اچانک عبد الرحمن فزاری نے حملہ کر دیا۔

لیکن خان صاحب بریلوی نے اپنے بیان میں یہ سارے الزامات ایک ایسے شخص پر لگا دیئے جو ایک قول کے مطابق "صحابی" اور ایک قول کے مطابق "تابعی" ہیں[1]۔ یہ ہیں خان صاحب کی "قوت حافظہ" کے کرشمے۔

ج: بانی "فرقہ بریلویہ" بیان کرتے ہیں۔

"سلمہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کو خبر ہوئی، پہاڑ پر جا کر ایک آواز تو دی کہ "یا صباحاہ......"

حالانکہ یہ آواز انہوں نے ایک بار نہیں بلکہ تین بار لگائی تھی۔ چنانچہ حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

"فنادیت ثلاثا یاصباحاہ"

میں نے تین بار آواز لگائی یا صباحاہ

لیکن احمد رضا خان صاحب ہیں کہ تین کو ایک بنائے جا رہے ہیں۔

د: بریلویوں کے "اعلیٰ حضرت" نے حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ تعالٰے عنہ کا "رجز" بایں الفاظ نقل کیا ہے۔

انا سلمة ابن الاکوع ❊ والیوم یوم الرضع

حالانکہ ان کا رجز اس طرح مذکور ہے۔

اقول انا ابن الاکوع

والیوم یوم الرضع

---

[1] احمد بن علی بن حجر العسقلانی: تقریب التہذیب، ص ۲۰۶، مطبوعہ گوجرانوالا۔

اور ایک بار حضرت سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا تھا۔

خذھا وانا ابن الاکوع ؛ و الیوم یوم الرضع

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا واقعہ نقل کرنے میں احمد رضا خان صاحب نے جو فاش غلطیاں کی ہیں، ان سے بھی ان کی "قوتِ حافظہ" کا پول بخوبی کھل جاتا ہے۔

(۱۵)

کھانے کی دُعا بھی یاد نہیں

احمد رضا خان صاحب کھانے پر بسم اللہ پڑھنے کے سلسلہ میں بیان کرتے ہیں۔

" اگر کھانے کی ابتدا میں بھول جائے اور درمیان میں یاد آجائے فوراً بسم اللہِ علیٰ اوّلہٖ و اٰخرہٖ پڑھ لے تو شیطان اسی وقت قے کر دیتا ہے " [۱]

احمد رضا خان صاحب کو اتنی عام بات تک صحیح طور پر یاد نہیں ہے کہ جب کوئی شخص کھانے کے شروع میں "بسم اللہ" پڑھنا بھول جائے تو درمیان میں یاد آنے کی صورت میں "بسم اللہ" کن الفاظ کے ساتھ پڑھنے کا حکم ہے۔ یہ الفاظ دو طرح سے کتبِ حدیث میں منقول ہیں۔

۱ : بِسمِ اللہِ اَوَّلَہٗ وَ اٰخِرَہٗ

۲ : بِسمِ اللہِ فِیْ اَوَّلِہٖ وَ اٰخِرِہٖ

لیکن احمد رضا خان صاحب پر ضعفِ حافظ کا اتنا غلبہ ہے کہ انہیں اتنی

---

[۱] محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ حصہ دوم : ص ۹۵

عام باتیں بھی یاد نہیں رہتیں۔ چنانچہ وہ ان منقولہ الفاظ کے برعکس یہ الفاظ بیان کرتے ہیں۔

بسم اللہ علیٰ اَوّلِہٖ واٰخِرِہٖ

(۱۶)

سات غلطیاں

ایک جگہ احمد رضا خان صاحب عہدِ نبوی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

" عادتِ کریمہ تھی کہ کبھی شب میں اپنے اصحاب کرام کا تفقدِ احوال فرماتے مثلاً ایک شب نمازِ تہجد میں صدیق اکبر پر گزر فرمایا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ بہت آہستہ پڑھ رہے ہیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے۔ ملاحظہ فرمایا کہ بہت بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے۔ انہیں دیکھا کہ جابجا سے متفرق آیتیں پڑھ رہے ہیں۔ صبح ہر ایک سے اس کے طریقے کا سبب دریافت فرمایا۔

صدیق نے عرض کی " یارسول اللہ اسمعت من اناجیہ " میں جس سے مناجات کرتا ہوں اسے سنالیتا ہوں۔ یعنی اوروں سے کیا کام کہ آواز بلند کروں۔

فاروق نے عرض کی " یارسول اللہ اطرد الشیطان واوقظ الوسنان " میں شیطان کو بھگاتا اور سوتوں کو جگاتا ہوں۔ یعنی جہاں تک آواز پہنچے گی شیطان بھاگے گا اور تہجد والوں میں سے جس کی آنکھ نہ کھلی ہو وہ جاگ کر پڑھے گا۔ اس لئے اس قدر زور سے پڑھتا ہوں۔

حضرت بلال رضؓ نے عرض کی "یارسول اللہ کلام طیب یجمع اللہ بعضہ مع بعض " پاکیزہ کلام ہے کہ اللہ اس کے بعض کو بعض سے ملاتا ہے" لہ

یہ حدیث جس میں تین صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی قرارت کا ذکر ہے، ابو داؤد شریف جلد اول ، ص ۱۸۸ ، پر موجود ہے۔ اصل سے موازنہ کر کے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ تینوں حضرات کا جواب نقل کرنے میں احمد رضا خان صاحب " ضعف حافظہ " کے باعث غلطی کا شکار ہو گئے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا جواب "ابو داود شریف" میں بایں الفاظ منقول ہے۔

" قد أسمعت من ناجيت يارسول الله "

لیکن احمد رضا خان صاحب نے " سوء حافظہ" کی بنا پر اس میں کئی تصرف کر دیئے۔

ا : لفظ " قد " چھوڑ گئے۔

ب : لفظ " نَاجَيْتُ " جو ماضی کا صیغہ ہے اسے مضارع کے صیغہ " اُنَاجِي " سے تبدیل کر دیا۔

ج : لفظ " مَن " کی طرف لوٹنے والی ضمیر " ہ " کا اضافہ کر دیا۔

د : لفظ " یارسول الله " جو کلام کے اخیر میں تھا اسے مقدم کر دیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا جواب " ابو داؤد شریف " میں ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے۔

" يارسول الله اوقظ الوسنان و أطرد الشيطن "

لیکن خان صاحب بریلوی نے لفظ " اطرد الشيطان " کو مقدم

لہ محمد مصطفیٰ رضا خان ، الملفوظ حصہ دوم ، ص ۴۶ ، ۴۷۔

اور لفظِ " اوقظ الوسنان " کو مؤخر کر دیا۔

اسی طرح حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا جواب " ابوداؤد شریف " میں اس طرح مذکور ہے۔

" کلام طیب یجمعه الله بعضه الی بعض "

احمد رضا خان صاحب نے حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا جواب نقل کرنے میں بھی دو غلطیوں کا ارتکاب کیا ہے۔

ا : لفظِ " یجمعه " میں جو ضمیر مفعول " ه " تھی، سوءِ حافظہ کی بنار پر اس کو حذف کر دیا۔

ب : لفظِ " الی " کو لفظِ " مع " کے ساتھ بدل دیا۔

یہ سب احمد رضا خان صاحب کی نام نہاد قوتِ حافظہ کی شوخیاں اور نیرنگیاں ہیں۔

(۱۷)

حدیثِ خضاب میں تین غلطیاں

بریلویوں کے چودھویں صدی کے مایۂ ناز " مجدد " سے " عرض " کیا گیا۔

" حضور! ایک کتاب میں میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت کے وقت ریش مبارک میں خضاب تھا۔"

موصوف نے اس کے جواب میں " ارشاد " فرمایا۔

" خضاب سیاہ یا اس کی مثل حرام ہے۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے۔

" غیروا هذا الشیب ولا تقربوا السواد "

اس سپیدی کو بدل دو اور سیاہی کے پاس نہ جاؤ " [۱]

[۱] حاشیہ صفحہ آئندہ

خرابیٔ حافظہ کی بنا پر احمد رضا خان صاحب نے مسلم شریف کی حدیث صحیح طور پر نقل نہیں کی۔ حدیث شریف کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

قَالَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم غیروا ھٰذا بشیٔ واجتنبوا السواد۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس (سفیدی) کو کسی (رنگنے والی) چیز کے ذریعہ تبدیل کر دو۔ اور سیاہی سے اجتناب کرو۔"

اب دیکھئے کہ اس حدیث کو نقل کرنے میں موصوف کئی غلطیاں کر گئے ہیں۔

ا : لفظِ "ھٰذا" کے بعد اپنی طرف سے "الشیب" کا اضافہ کر دیا۔

ب : حدیثِ پاک کے لفظ "بشیٔ" کو سرے سے ہی حذف کر دیا۔

ج : لفظ "واجتنبوا" کو "لا تقربوا" سے تبدیل کر دیا۔

(۱۸)

حدیثِ خضاب میں ردّ و بدل

مندرجہ بالا عرض کے جواب میں احمد رضا خان صاحب نے خضابِ سیاہ کے حرام ہونے پر "صحیح مسلم شریف" کی حدیث کے علاوہ "سنن نسائی شریف" کی حدیث سے بھی استدلال کیا ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ۔

"سنن نسائی شریف کی حدیث میں ہے۔

یأتی ناس یخضبون بالسواد کحواصل الحمام

---

[1] (حاشیہ صفحہ گزشتہ) محمد مصطفٰے رضا خان : الملفوظ حصہ دوم ، ص ۹۶ ، ۹۷۔

[2] مسلم بن حجاج القشیری ، صحیح مسلم جلد دوم ص ۱۹۹ ۔ مطبوعہ دہلی۔

لا یریحون رائحة الجنة "

کچھ آئیں گے کہ سیاہ خضاب کریں گے جیسے جنگلی کبوتروں کے نیلگوں پوٹے۔ وہ جنت کی بو نہ سونگھیں گے" لہ

اس حدیث شریف کو نقل کرنے میں بھی احمد رضا خان صاحب "شورِ حافظہ" کا شکار ہو گئے ہیں۔ حدیث کے اصل الفاظ یوں ہیں۔

"عن ابن عباس رضی رفعه انه قال قوم یخضبون بهذا السواد اخر الزمان کحواصل الحمام لا یریحون رائحة الجنة" لہ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے مرفوعاً بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانے میں ایک قوم اس سیاہی کے ساتھ خضاب کرے گی، کبوتر کے پوٹوں کی طرح وہ جنت کی خوشبو (بھی) نہ سونگھیں گے۔

بریلویوں کے چودھویں صدی کے مجدد نے اس حدیث پاک کو نقل کرنے میں کئی تغیرات کر دیئے ہیں۔

ا: حدیث پاک کے لفظِ "قوم" کی جگہ خود ساختہ الفاظ "یأتی ناس" درج کر دیئے ہیں۔

ب: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مبارک "بهذا السواد" میں سے لفظِ "هذا" کو ساقط کر کے "بالسواد" بنا دیا۔

لہ محمد مصطفیٰ رضا خان: الملفوظ حصہ دوم، ص ۹۷۔

لہ احمد بن شعیب النسائی، سنن نسائی: جلد دوم: ص ۲۷۷: مطبوعہ دیوبند۔

ج : نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ مبارک " آخر الزمان " کو تو بالکل ہی غائب کر دیا۔

یہ یاد رہے کہ احمد رضا خان صاحب اس سے پیشتر خضاب سیاہ کی حرمت پر ایک کتاب بھی لکھ چکے ہیں جس کا نام ہے۔

" حك العيب فى حرمة تسويد الشيب "

اس لئے اس مسئلہ سے متعلق احادیث وغیرہ کا یاد رہنا زیادہ قرینِ قیاس تھا لیکن افسوس کہ ان کا " ضعفِ حافظہ " اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ اس کے بارے میں تمام قیاس و اندازے غلط ثابت ہو جاتے ہیں۔

(۱۹)

حدیث "عقدِ لحیہ" میں چار اغلاط

خان صاحب بریلوی سے سوال کیا گیا کہ

" داڑھی چڑھانا کیسا ہے ؟ "

تو آپ نے جواب دیتے ہوئے " ارشاد " فرمایا۔

" حدیث میں ہے۔

" من عقد لحيته فاخبروه ان محمدا (صلى الله عليه وسلم) منه برئ "

جو شخص داڑھی باندھے اسے خبر دے دو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں [۱]

یہ حدیث ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ سوم صفحہ ۳۷، پر بھی موجود ہے وہاں

---

[۱] محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ حصہ دوم ، ص ۱۰۵۔

نسائی شریف کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ نسائی شریف کی حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

یا رویفع لعل الحیاۃ ستطول بك بعدی فاخبر الناس أنه من عقد لحیته او تقلد وترًا او استنجی برجیع دابة او عظم فان محمدًا بری ء منه [۱]

حدیث نبوی کے یہ الفاظ مبارک

"او تقلد وترًا او استنجی برجیع دابة او عظم"

نقل نہ کرنے پر تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کیونکہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے حدیث مبارک کا صرف وہی حصہ نقل کیا ہے جو ان کے زیر بحث مسئلہ سے متعلق تھا۔ لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ حدیث شریف کے متعلقہ حصہ کو بھی "سوءِ حافظہ" کی بنا پر صحیح طور پر نقل کرنے میں وہ کامیاب نہ ہو سکے اور کئی غلطیاں کر گئے۔

ا : موصوف کو یہ یاد نہ رہا کہ اس حدیث میں تو صرف حضرت رویفع رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خطاب ہے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واحد حاضر کا صیغہ استعمال فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"یا رویفع! لعل الحیاۃ ستطول بك بعدی فاخبر الناس"

لیکن احمد رضا خان صاحب یہ خیال کئے بیٹھے ہیں کہ اس حدیث میں خطاب عام لوگوں کو ہے۔ اسی لئے وہ جمع کا صیغہ "فاخبروا" نقل کر رہے ہیں۔

---

[۱] احمد بن شعیب النسائی، سنن نسائی شریف، جلد دوم: ص ۲۷۶، ۲۷۷۔

ب : حدیثِ پاک کے الفاظ " من عمد لحیته " کے بعد انہوں نے اپنی طرف سے ایک جملہ " فاخبروہ " کا اضافہ کر دیا۔

ج : اصل حدیث شریف میں " فان محمدا " " فا " کے ساتھ تھا بریلوی صاحب نے " فا " کو حذف کر دیا۔

د : حدیث کے الفاظ تھے " بریٔ منہ " لیکن خان صاحب نے، " قوتِ حافظہ " کے زور سے " منہ " کو مقدم اور " بریٔ " کو مؤخر کر دیا۔ یہ سب کرشمے ہیں چودہ سو سالہ تمام متداولہ اور غیر متداولہ کتب کو حفظ کرنے والے " کراماتی حافظے " اور " عبقری ذہانت " کے۔

(۲۰)

حدیثِ "ربا" میں تغیرات

احمد رضا خان صاحب نے " سود " کی حرمت میں وارد ہونے والی ایک حدیث کو بایں الفاظ نقل کیا ہے۔

" الربو ثلاثة وسبعون حوبا ایسرھن ان یقع الرجل علی امه۔

سود تہتر (۷۳) گناہ کے برابر ہے۔ جن میں سب سے ہلکا یہ کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے " لہ

موصوف نے تو اس حدیث شریف کا حوالہ نہیں دیا ہے۔ لیکن یہ حدیث پاک " جمع الفوائد " میں درج ذیل الفاظ میں مذکور ہے۔

" الربو سبعون حوبًا ایسرھا ان ینکح

لہ محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ : حصہ دوم : ص ۱۰۶۔

الرجل امه [1]

ترجمہ : سود (کے) ستر گناہ ہیں۔ ان میں سب سے ہلکا یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے "

احمد رضا خان صاحب نے نقل کرتے ہوئے اس میں کئی قسم کے تغیرات کر دیئے۔

ا : بعض روایات میں سود کے ستر گناہوں کا ذکر ہے اور بعض میں بہتر[2] گناہوں کا۔ لیکن خان صاحب بریلوی نے سود کے گناہ اپنی طرف سے تہتر[3] بنا دیئے۔

ب : لفظ "ایسرھا" کو "ایسرھن" بنا دیا۔

ج : لفظ "ان ینکح" کو "ان یقع" سے تبدیل کر دیا۔

د : حدیث شریف کے لفظ "امه" کے ساتھ ایک اور لفظ "علی" کا اضافہ کر دیا۔

(۲۱)

تحریف حدیث، چھ غلطیاں

احمد رضا خان صاحب نے سود کی مذمت میں ایک اور حدیث بایں الفاظ ذکر کی ہے۔

" من اکل درھم ربوا وھو یعلم انه ربوا فکانما زنٰی بامه ستا وثلاثین مرۃ "

جس نے دانستہ ایک درہم سود کا کھایا گویا اس نے چھتیس[36] بار اپنی ماں سے زنا کیا۔ درہم تقریباً ساڑھے چار آنے کا ہوتا ہے تو فی دھیلا ایک بار ماں سے زنا ہوا[2]

---

[1] محمد بن محمد الفاسی المغربی : جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد ، جلد اوّل : ص ۳۲۴۔

[2] محمد مصطفی رضا خان : الملفوظ حصہ دوم ، ص ۱۰۶۔

اس حدیث کا حوالہ اگرچہ انہوں نے ذکر نہیں کیا ہے۔ لیکن یہ حدیث شریف "مشکوٰۃ شریف" میں ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے۔

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درھم ربوا یأکلہ الرجل وھو یعلم اشد من ستۃ وثلاثین زنیۃ"[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سود کا ایک درہم جسے انسان (سود کا) جانتے ہوئے کھاتا ہے (وہ) زیادہ سخت ہے چھتیس زنا سے۔

موصوف نے اس حدیث کو نقل کرنے میں خرابیٔ حافظہ کی بنا پر کئی غلطیاں کردی ہیں۔

ا: حدیث شریف کے الفاظ "درھم ربوا" کے بعد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمودہ الفاظ "یأکلہ الرجل" کو حذف کر دیا۔

ب: حدیث شریف کے الفاظ "درھم ربوا" سے پہلے خود ساختہ الفاظ "من اکل" کا اضافہ کر دیا۔

ج: اصل حدیث میں "یعلم" کا مفعول مذکور نہیں ہے۔ لیکن بریلوی صاحب نے "انہ ربوا" کو مفعول بنا کر اپنی طرف سے اضافہ کر دیا۔

د: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا تھا۔

"اشد من ستۃ وثلاثین زنیۃ"

مگر "عبقری ذہانت" والے صاحب اس کی جگہ خود ساختہ الفاظ

"فکانما زنی بامہ ستا وثلاثین مرۃ"

ترجمہ: تو گویا اس نے اپنی ماں سے چھتیس بار زنا کیا۔

---

[1] ولی الدین محمد بن عبد اللہ، مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول، ص ۲۴۶۔

ذکر کر رہے ہیں۔

۵ : اصل حدیث میں لفظِ " بامہ " کا کوئی ذکر نہیں ہے لیکن موصوف نے اپنی طرف سے اس کا اضافہ کر دیا۔

۶ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمودہ لفظِ " اشد " کو تبدیل کر کے " فکانما " بنا دیا۔ جس سے یہ معنوی تغیر پیدا ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو سود کے ایک درہم کو چھتیس زنا سے زیادہ سخت قرار دے رہے ہیں۔ اور احمد رضا خاں صاحب نے سود کے اس ایک درہم کو چھتیس زنا کے برابر قرار دے دیا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

(۲۲)

حدیث "خاتم" میں متعدد اغلاط

بریلویوں کے " اعلیٰ حضرت " انگوٹھی پہننے کے سلسلہ میں حدیث شریف میں مذکور ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

" ایک صاحب خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے ان کے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی۔ ارشاد فرمایا

" مالی اری فی یدك حلیة الاصنام "

کیا ہوا کہ میں تمہارے ہاتھ میں بتوں کا زیور دیکھتا ہوں۔

انہوں نے اتار کر پھینک دی۔ دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے۔ ارشاد فرمایا۔

" مالی اری فی یدك حلیة اھل النار "

کیا ہوا کہ میں تمہارے ہاتھ میں دوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں۔

انہوں نے اتار کر پھینک دی۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،

کس چیز کی انگوٹھی بناؤں ؟ ارشاد فرمایا۔

" اتخذوہ من الورق ولا تتمہ مثقالا "

چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال (یعنی ساڑھے چار ماشہ) پوری نہ کرو۔[1]

احمد رضا خان صاحب نے تو اس کا ماخذ ذکر نہیں کیا ہے، اس لئے ہم ہی ذکر کرتے ہیں کہ یہ واقعہ " ابوداؤد شریف " میں درج ذیل الفاظ میں مذکور ہے۔

" ...... ان رجلا جآء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ خاتم من شبہ فقال لہ مالی اجد منک ریح الاصنام فطرحہ ثم جاء وعلیہ خاتم من حدید فقال مالی اری علیک حلیۃ اھل النار فطرحہ فقال یا رسول اللہ من ای شیٔ اتخذہ قال اتخذہ من ورق ولا تتمہ مثقالاً "[2]

ترجمہ: ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں آیا کہ اس کے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی۔ آپ نے اسے فرمایا کیا بات ہے کہ میں تجھ سے بتوں کی بُو پاتا ہوں ؟ اس شخص نے اسے پھینک دیا۔ پھر اس حال میں آیا کہ اس پر لوہے کی انگوٹھی تھی۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں تجھ پر جہنمیوں کا زیور دیکھتا ہوں۔ ؟ اس نے اسے بھی پھینک دیا پھر اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں انگوٹھی کس چیز سے بناؤں ؟ آپ نے فرمایا چاندی سے بنالو اور اسے پورا ایک مثقال نہ بنانا "

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ حصہ سوم ، ص ۲ ، ۳۔

[2] سلیمان بن اشعث السجستانی : سنن ابوداؤد شریف ، جلد دوم : ص ۲۴۔

اس حدیث کو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کوئی صاحب اوّل بار پیتل کی انگوٹھی پہن کر تشریف لائے تھے تو آپ نے فرمایا تھا۔

" مالی اجد منك ریح الاصنام "

ا : لیکن احمد رضا خان صاحب کی " حیرت انگیز قوت حافظہ " کا کمال ملاحظہ ہو کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

" مالی اری فی یدك حلیة الاصنام "

ب : موصوف فرماتے ہیں۔

" دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے "

حالانکہ آپ اصل حدیث میں دیکھ چکے ہیں کہ " دوسرے دن " کا ذکر کہیں نہیں ہے۔ ہاں البتہ دوسری بار آنے کا ذکر ہے۔ شاید ان کے ہاں " دوسری بار " " دوسرے دن " ہی ہوتا ہو۔

ج : جب وہ صاحب دوسری بار لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا تھا۔

" مالی اری علیك حلیة اهل النار "

جب کہ احمد رضا خان صاحب " سوءِ حافظہ " کی بنا پر " علیك " کی جگہ " فی یدك " نقل کر رہے ہیں۔

د : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسری بار کا ارشاد گرامی " اتخذه من ورق " نقل کرتے ہوئے " ورق " نکرہ کو " الف لام " لگا کر معرفہ بنا دیا چنانچہ وہ کہتے ہیں۔

" عرض کیا، یا رسول اللہ کس چیز کی انگوٹھی بناؤں ؟ ارشاد فرمایا " اتخذه من الورق...... "

گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی مخصوص چاندی سے انگوٹھی بنانے کا حکم فرما رہے ہیں۔ یہ ہیں احمد رضا خان صاحب کی "قوتِ حافظہ" کے نمونے۔

(۲۳)

سفر کی دعا بھی یاد نہیں

بانی "فرقہ بریلویہ" سے سوال کیا گیا کہ

"اللہ صاحب کہنا کیسا ہے ؟"

تو جواباً انہوں نے "ارشاد" فرمایا۔

"جائز ہے۔ حدیث میں ہے۔

اللّٰھم انت الصاحب فی السفر و الخلیفۃ فی المال

والاھل والولد "۔[۱]

خان صاحب نے جس حدیث کو استدلال میں پیش کیا ہے وہ درحقیقت سفر کی ایک دعا ہے۔ جس طرح بانی "فرقہ بریلویہ" کو یہ صحیح طور پر معلوم نہ تھا کہ کھانے کی ابتداء میں اگر کوئی شخص "بسم اللہ" بھول جائے تو درمیان میں یاد آنے کی صورت میں کن الفاظ میں تسمیہ پڑھنا چاہیئے ؟ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ اسی طرح ان کے اس قول سے ثابت ہوا کہ انہیں سفر کی یہ دعا بھی صحیح طور پر یاد نہیں ہے۔ یہ دعا "حصن حصین" میں موجود ہے۔ مگر اس میں متعلقہ حصے کے الفاظ اس طرح ہیں۔

"اللّٰھم انت الصاحب فی السفر والخلیفۃ فی الاھل

اللّٰھم انی اعوذ بك من وعثاء السفر وکآبۃ المنظر

وسوء المنقلب فی المال والاھل والولد"۔[۲]

---

[۱] محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ حصہ سوم، ص ۳ ؛ [۲] شمس الدین محمد الجزری : حصن حصین مترجم اردو ؛ ص ۱۸۱ مطبوعہ تاج کمپنی لاہور

ترجمہ : اے اللہ ! تو ہی سفر میں (ہمارا) رفیق اور گھر بار میں (ہمارا) قائم مقام ہے۔ اے اللہ ! میں تجھ سے سفر کی سختیوں سے اور (سفر میں کسی) تکلیف دہ منظر سے اور بیوی، بچوں اور مال ومنال میں تکلیف دہ واپسی سے پناہ مانگتا ہوں۔"

احمد رضا خاں صاحب نے اس دعاء کے پورے خط کشیدہ حصہ کو ضعف حافظہ کی بناء پر زیب طاق نسیان کر دیا۔ یہاں سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جس شخص کو عام روز مرہ کی دعائیں تک صحیح طور پر یاد نہیں ہیں۔ اس کے بارے میں یہ دعویٰ کہ اسے چودہ سو سال کی تمام متداولہ اور غیر متداولہ کتابیں بقید صفحہ وسطر یاد تھیں، عقل وخرد کا منہ چڑانے سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

(۲۴)

حدیث قیام اللیل کو سنۃ الفجر پر منطبق کر دیا

احمد رضا خاں صاحب سے سوال کیا گیا کہ۔

"سنۃ الفجر اوّل وقت پڑھے یا متصل فرضوں کے ؟"

تو جناب موصوف نے جواباً فرمایا۔

"اوّل وقت پڑھنا اولیٰ ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

"جب انسان سوتا ہے، شیطان تین گرہ لگا دیتا ہے۔ جب صبح اٹھتے ہی وہ رب عز وجل کا نام لیتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ اور وضو کے بعد دوسری اور جب سنتوں کی نیت باندھی تیسری بھی کھل جاتی ہے۔"

لہٰذا اوّل وقت سنتیں پڑھنا اولیٰ ہے"[1]

[1] (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

جس حدیث کو خان صاحب بریلوی نے استدلال میں پیش کیا ہے، پہلے آپ اس حدیث کی اصل عبارت ملاحظہ فرمالیں تاکہ آپ پر ان کی غلطی بخوبی واضح ہو جائے حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعقد الشیطان علی قافیۃ رأس احدکم اذا ھو نام ثلث عقد یضرب علی کل عقدۃ علیك لیل طویل فارقد فان استیقظ فذکر اللہ انحلت عقدۃ فاصبح نشیطا طیب النفس والا اصبح خبیث النفس کسلان ؟ [۱]

بریلوی ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اس کے سر کی گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے ہر گرہ پر یہ ڈالتا ہے کہ ابھی رات بہت ہے سوجا۔ پھر اگر بندہ بیدار ہو جائے تو اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر وہ وضو، کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر نماز پڑھ لے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے۔ اور وہ خوش دل، پاک نفس صبح کرتا ہے وگرنہ پلید طبیعت اور سست صبح پاتا ہے ؟ [۲]

اب دیکھئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف اتنا ارشاد فرمایا تھا کہ اگر سو کر اٹھنے

---

[۱] حاشیہ صفحہ گزشتہ: محمد مصطفیٰ رضا خان: الملفوظ حصہ سوم: ص ۱۹۔

[۱] ولی الدین محمد بن عبد اللہ، مشکوۃ المصابیح: ص ۱۰۸۔

[۲] احمد یار خان: مراۃ المناجیح اردو شرح مشکوۃ المصابیح: جلد دوم: ص ۲۵۳۔

والا ذکر اور وضو کر کے نماز بھی پڑھ لے تو شیطان کی لگائی ہوئی تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی شخص نے بیدار ہو کر تہجد کی نماز پڑھ لی یا تنگیٔ وقت کے باعث صرف رات کے چھوڑے ہوئے وتر ہی پڑھ لئے تو بھی ازروئے حدیثِ پاک وہ تیسری گرہ کھل جاتی ہے۔ لیکن احمد رضا خان صاحب مقصدِ حدیث کے برعکس تیسری گرہ کھلنے کو فجر کی سنتوں کے ساتھ معلق کر رہے ہیں۔

یہ بات یاد رہے کہ محدثینِ کرام اس حدیث کو "قیام اللیل" کے ذیل میں ذکر کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ خان صاحب بریلوی تمام نوافل چھوڑ رکھے تھے جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں۔

"پہلی بار کی حاضری (۱۲۹۵ھ : ۱۸۷۸ء : ناقل) میں منیٰ شریف کی مسجد میں مغرب کے وقت حاضر تھا۔ اس وقت میں وظیفہ بہت پڑھا کرتا تھا۔ اب تو بہت کم کر دیا ہے۔ بحمداللہ تعالیٰ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں۔ لیکن الحمدللہ سنتیں کبھی نہ چھوڑیں نفل البتہ اسی روز سے چھوڑ دیئے ہیں۔"[1]

اس لئے ظاہر ہے کہ وہ نمازِ تہجد نہیں پڑھا کرتے تھے۔ اس لئے بیداری کے بعد ان کی پہلی نماز سنتِ فجر ہی تھی۔ اس بنا پر انہوں نے اپنے بارے میں یہ خیال کر لیا کہ مجھ پر لگی ہوئی شیطان کی تیسری گرہ فجر کی سنتوں سے کھلتی ہے۔ رفتہ رفتہ یہ تصور پختہ اور مستحکم ہو گیا، اُدھر ضعفِ حافظہ کے باعث حدیث پاک کے اصل الفاظ انہیں مستحضر نہیں رہے۔ بنا بریں وہ لوگوں کو یہ بتانے لگے کہ شیطان کی لگائی

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا خان : الملفوظ حصہ چہارم : ص ۴۵۔

ہوئی گو وہ تیسری گرہ سنت فجر سے کھلتی ہے۔

(۲۵)

تین حدیثوں کا خلا ملا

احمد رضا خان صاحب سے پوچھا گیا کہ "علاج کرنا سنت ہے یا نہ کرنا؟"

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا "دونوں سنت ہیں" یہ بھی ارشاد ہوا ہے۔

" تداووا عباد الله فان الذی أنزل الداء انزل الدواء لکل داء "

ترجمہ: علاج کرو اے اللہ کے بندو! کہ جس نے مرض اتارا ہے اسنے ہر مرض کی دوا بھی اتاری ہے[1]"

خانصاحب بریلوی نے جو حدیث ذکر کی ہے وہ درحقیقت تین مختلف حدیثوں کو جوڑ کر حدیث کے نام پر ایک عبارت تیار کر لی ہے۔ موصوف نے حدیث کے نام پر جو عبارت پیش کی ہے اس کا اکثر حصہ وہ حدیث ہے جو علامہ مناوی رح نے ذکر کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

" تداووا فان الذی أنزل الداء أنزل الدواء "

ترجمہ: علاج کرو، کیوں کہ جس ذات نے بیماری نازل کی ہے اسنے دوا (بھی) نازل کی ہے[2]"

لفظ " عباد الله " موصوف نے ایک اور حدیث سے لیا ہے جو ترمذی شریف میں بایں الفاظ منقول ہیں۔

" قالت الاعراب یارسول الاً نتداوی قال نعم یا عباد الله تداووا فان الله لم یضع داءً الاّ وضع له شفاءً او قال دواءً الاّ داءً واحداً فقالوا یا رسول الله وما هو قال الهرم[3]"

---

[1] محمد مصطفی رضا خان: الملفوظ حصہ سوم، ص ۳۰

[2] عبد الرؤف المناوی: کنوز الحقائق برحاشیہ جامع صغیر للسیوطی، ص ۱۰۵، جلد اول، مطبوعہ مصر

[3] محمد بن عیسٰی الترمذی: ترمذی شریف، ص ۲۵، جلد دوم۔

ترجمہ : اعراب نے کہا یا رسول اللہ ! کیا دوا نہ کریں ہم ؟ فرمایا ہاں اے اللہ کے بندو ! دوا کرو کیونکہ اللہ نے نہیں رکھی کوئی بیماری مگر اس کے لئے شفاء (یا آپ نے فرمایا) دواء (بھی) رکھی ہے ۔ سوائے ایک مرض کے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ! وہ کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا ، بڑھاپا "

لفظِ " لکل داء " خان صاحب نے ایک اور حدیث سے اڑایا ہے جو ابوداؤد شریف میں اس طرح مذکور ہے ۔

" قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن اللہ أنزل الداء والدواء و جعل لکل داء دواء فتداووا ولا تتداووا بحرام " [1]

ترجمہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دواء (دونوں) نازل کی ہیں اور ہر بیماری کی دوا بنائی ہے ۔ لہذا علاج کرو ، اور حرام سے علاج نہ کرنا "

اب احمد رضا خان صاحب کی قوتِ حافظ کا کرشمہ ملاحظہ ہو کہ اس نے دوسری حدیث سے لفظِ " عباد اللہ " اٹھا کر پہلی حدیث کے اندر داخل کر دیا ۔ اور تیسری حدیث سے لفظ " لکل داء " اچک کر پہلی حدیث کے آخر میں جوڑ دیئے ۔

(۲۶)

"نہی" کو "انی حرمت" بنا دیا

بانی " فرقہ بریلویہ " سے عرض کیا گیا ۔

" حدیث شریف میں آیا ہے " انی حرمت کل مسکر و مفتر " اور افیون مفتر ہے تو چاہئے کہ حرام ہو "

تو خان صاحب بریلوی نے اس کے جواب میں فرمایا ۔

[1] حاشیہ بر صفحہ آئندہ

" ہاں اگر حد تغییر کو پہنچے گی تو حرام ہے "۔ [1]

سائل نے جو حدیث پیش کی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ حدیث کی صحیح اور اصل عبارت بروایت ابوداؤد اس طرح ہے۔

" نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل مسکر ومفتر "۔ [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ آور اور مفتر سے منع فرمایا ہے۔"

اگر خانصاحب بریلوی کو حدیثِ پاک کے اصل الفاظ یاد ہوتے تو ضرور سائل کی تصحیح کرتے۔ جیسا کہ ایک اور مقام پر انہوں نے " آیت " غلط نقل کرنے والے سائل کی تصحیح کرتے ہوئے کہا تھا کہ

" سب سے زیادہ خوفناک تحریف یہ ہے کہ " تتخذون علیہم مساجد " کو قرآنِ عظیم کا لفظِ کریم بنالیا۔ حالانکہ یہ جملہ قرآنِ عظیم میں کہیں نہیں۔ یہ تینوں لفظ متفرق طور پر ضرور قرآنِ عظیم میں آئے ہیں۔ مثلاً " تتخذون مصانع " انعمت علیہم " ومساجد یذکر فیہا اسم اللہ " مگر اس ترکیب و ترتیب سے کہیں نہیں "۔ [3]

اسی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ اگر موصوف کو یہ حدیث بھی صحیح طور پر یاد ہوتی تو سائل کو

---

[1] حاشیہ صفحہ گزشتہ: سلیمان بن اشعث السجستانی: ابوداؤد شریف، جلد دوم، ص ۱۸۵۔

[1] محمد مصطفیٰ رضاخان: الملفوظ حصہ سوم، صفحہ ۴۲، ۴۳۔

[2] سلیمان بن اشعث السجستانی: ابوداؤد شریف: جلد دوم، ص ۱۶۳۔

[3] احمد رضاخان: بریق المنار بشموع المزار، ص ۲۷، ۲۸، مطبوعہ لاہور۔

ضرور ٹوکتے۔ لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ انہیں تو عام روزمرہ پڑھی جانے والی مسنون دعائیں بھی یاد نہیں ہیں تو اس قسم کے عام طور پر پیش نہ آنے والے مسائل سے متعلقہ احادیث موصوف کو کیسے یاد رہ سکتی ہیں۔؟

(۲۷)

دو حدیثوں کو گڈمڈ کر دیا

بریلویوں کے چودہویں صدی کے "مجدد" خفیہ طور پر صدقہ کرنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"چھپا کر دینا محتاجوں کو اعلیٰ و افضل ہے۔ حدیث میں ارشاد فرمایا۔

صدقة السر تدفع ميتة السوء و تطفئ غضب الرب۔

چھپا کر صدقہ دینا بری موت سے بچاتا ہے اور رب العزت جل جلالہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے"۔[1]

اس مقام پر بھی احمد رضا خان صاحب نے سوءِ حافظہ کی بناء پر دو مختلف حدیثوں کو گڈمڈ کر دیا۔ چھپا کر صدقہ دینے کی فضیلت سے متعلق حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

"صدقة السر تطفئ غضب الرب"[2]

ترجمہ: چھپا کر صدقہ دینا اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے"

دوسری حدیث شریف جس میں "بری موت" سے حفاظت کا ذکر ہے وہ اس طرح ہے۔

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا خان: الملفوظ حصہ سوم، ص ۴۹۔

[2] جلال الدین عبدالرحمن السیوطی: الجامع الصغیر، ص ۴۴، جلد دوم

"الصدقة تطفئ غضب الرب وتدفع ميتة السوء"[1]

ترجمہ: صدقہ، اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے۔"

اب آپ احمد رضا خان صاحب کی قوتِ حافظہ کا کمال ملاحظہ فرمائیں کہ اس نے "تدفع ميتة السوء" کا جملہ دوسری حدیث سے اٹھا کر پہلی حدیث کے درمیان میں لفظِ "صدقة السر" کے بعد بڑھا دیا۔

(۲۸)

بریلویوں کے "اعلیٰ حضرت" سے پوچھا گیا۔

"قواعدِ رؤیتِ ہلال یقینی ہیں یا تخمینی؟"

جواباً موصوف نے "رؤیت ہلال" کے قواعد کو تخمینی اور مشکوک قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

"سیدھا حساب جو ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکھایا ہے وہ کبھی نہ ٹوٹ سکتا ہے، نہ ٹوٹے گا۔

"انا امة امية لا نكتب ولا نحسب، الشهر ألا هكذا وهكذا وهكذا فان غم عليكم فعدوا ثلاثين"

ہم امتِ امیہ ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب کرتے ہیں۔ مہینہ انتیس ۲۹ کا ہے یا تیس ۳۰ کا۔ تو اگر تمہیں شبہ پڑ جائے تو تیس کی گنتی پوری کر لو"[2]

---

[1] محمد بن محمد الفاسی المغربی: جمع الفوائد من جامع الاصول و مجمع الزوائد: ص ۲۵۶ ج ۱ حدیث نمبر ۲۸۸۶

[2] محمد مصطفیٰ رضا خان: الملفوظ حصہ سوم، ص ۶۲۔

یہاں پر بھی خان صاحب بریلوی نے دو مختلف حدیثوں کو گڈمڈ کر دیا ہے۔ اور دوسری حدیث کے الفاظ بھی از خود تیار کر لیئے ہیں۔ نیز پہلی حدیث میں ایک لفظ کا اضافہ اپنی طرف سے کر دیا ہے۔ موصوف نے جن احادیث کو خلط کر دیا ہے۔ ان میں سے ایک حدیث یہ ہے۔

" قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا أمة أمية لا نكتب ولا نحسب الشهر هكذا و هكذا و هكذا و عقد الابهام في الثالثة ثم قال الشهر هكذا و هكذا و هكذا يعني تمام الثلاثين يعني مرة تسعا وعشرين و مرة ثلاثين " [۱]

دوسری حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

" قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته فان غم عليكم فاكملوا عدة شعبان ثلاثين " [۲]

اب موصوف کی قوت حافظہ کا کمال ملاحظہ فرمائیں کہ

ا : اس نے کس طرح پہلی حدیث کے خط کشیدہ حصہ کو لے کر اس کے ساتھ دوسری حدیث کا خط کشیدہ نا تمام جملہ جوڑ دیا۔

ب : پہلی حدیث میں پہلی بار آنے والے لفظ " الشهر " کے بعد اپنی طرف سے ایک کلمہ " الا " کا اضافہ کر دیا۔

---

[۱] ولی الدین محمد بن عبد اللہ: مشکوۃ شریف، ص ۱۷۴۔

[۲] " " " " "

ج : دوسری حدیث میں آنے والے کلمات " فان غم علیکم " کی جزاء مختلف روایات میں بالفاظ مختلفہ منقول ہے۔

ا : فاکملوا العدۃ ثلاثین ۔ [1]

ب : فاقدروا لہ ۔ [2]

ج : فاکملوا عدۃ شعبان ثلاثین ۔ [3]

د : فاکملوا شعبان ثلاثین ۔ [4]

ہ : فاتموا ثلاثین ۔ [5]

لیکن احمد رضا خان صاحب نے ان تمام روایات کے برعکس خود ساختہ الفاظ " فعدوا ثلاثین " کو " جزاء " بناکر " فان غم علیکم " کے ساتھ جوڑ دیا ہے ۔ یہ ہیں " موصوف " کی " اعلیٰ قوت حافظہ " کے نمونے ۔

(۲۹)

" ولا صورۃ " کو " او تصاویر " بنادیا

فرقہ " بریلویہ " کے بانی سے سوال کیا گیا کہ " کتے کا رُواں تو ناپاک نہیں ہے ؟ "

موصوف نے جواباً " ارشاد " فرمایا ۔

---

[1] ولی الدین محمد بن عبداللہ ، مشکوٰۃ المصابیح ، ص ۱۷۴ ۔

[2] " " " " "

[3] " " " " "

[4] جلال الدین السیوطی ، الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر : ص ۴۷ ، جلد دوم ۔

[5] " " " " "

" صحیح یہ ہے کہ کتے کا صرف لعاب نجس ہے۔ لیکن بلاضرورت پالنا نہ چاہیئے کہ رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ حدیث صحیح ہے کہ

" جبرئیل کل کسی وقت حاضری کا وعدہ کر کے چلے گئے۔ دوسرے دن انتظار رہا مگر وعدہ میں دیر ہوئی اور جبرئیل حاضر نہ ہوئے۔ سرکار باہر تشریف لائے۔ ملاحظہ فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام درِ دولت پر حاضر ہیں۔ فرمایا کیوں؟ عرض کیا۔

" انا لا ندخل بیتا فیہ کلب او تصاویر "

رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا ہو یا تصویر ہو۔"

اندر تشریف لائے سب طرف تلاش کیا کچھ نہ تھا۔ پلنگ کے نیچے ایک کتے کا پلا نکلا۔ اسے نکالا تو حاضر ہوئے۔" [۱]

یہ حدیث شریف جس میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اندر تشریف نہ لانے اور باہر دروازہ پر کھڑے رہنے کا ذکر ہے "سنن ابن ماجہ شریف" میں بایں الفاظ مذکور ہے۔

" عن عائشۃ قالت واعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام فی ساعۃ یاتیہ فیہا فراث علیہ فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا ھو بجبرئیل قائم علی الباب فقال ما منعک ان تدخل قال ان فی البیت کلبا و انا لا ندخل بیتا فیہ کلب ولا صورۃ " [۲]

۱؎ محمد مصطفٰے رضا خان، الملفوظ حصہ سوم، ص ۶۵/۶۶؛ ۲؎ محمد بن ماجہ القزوینی، سنن ابن ماجہ: ص ۲۶۸۔

ترجمہ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت میں آنے کا وعدہ کیا جس میں وہ (عموماً) آیا کرتے تھے۔ پھر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر (آنے میں) تاخیر کی تو آپ باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام دروازہ پر کھڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا اندر آنے سے کیا چیز مانع ہے ؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا گھر میں کتا ہے۔ اور ہم اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو "

احمد رضا خان صاحب نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا جواب غلط نقل کیا ہے۔ کیوں کہ ان کے نقل کردہ الفاظ یہ ہیں۔

" انا لا ندخل بیتا فیہ کلب أو تصاویر "

حالانکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے جواب کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

" انا لا ندخل بیتا فیہ کلب ولا صورۃ "

لیکن احمد رضا خان صاحب نے اپنی " قوتِ حافظہ " کے زور سے " ولا صورۃ " کو " أو تصاویر " بنا دیا۔

(۳۰)

عورت کو شوہر کے جرم میں شریک ٹھہرا دیا

خان صاحب بریلوی سے عرض کیا گیا کہ۔

" جو شخص مہر قبول کرتے وقت یہ خیال کرے کہ کون ادا کرتا ہے اس وقت تو قبول کر لو پھر دیکھا جائے گا، ایسے لوگوں کا کیا حکم ہے ؟ "

موصوف نے جواب دیتے ہوئے فرمایا۔